تقریر

تقریر بابت اللہ تعالیٰ
وقت 5-7منٹ

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا

اللہ تعالیٰ کی صفت اَلْمُجِیْبُ

(تقریر نمبر21)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ؕ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ (النمل:63)

جو خاک میں ملے اُسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے! یہ نسخہ بھی آزما

(درثمین)

معزّز سامعین! اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مجیب ہے جس کے معنے ہیں دعا کو سننے والا یا ایسی ہستی جس سے جب سوال کیا جائے اور دعا مانگی جائے تو وہ عطا کرتا ہے، نوازتا ہے، دعا قبول کرتا ہے۔ یہ اسلام کا خدا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندگی بخش ہے، جو مضطرّ کی دعاؤں کو سن کر اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے۔ ہم خوش قسمت ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اُس خدا کی پہچان کروائی۔ جو ہمیں مایوسیوں کی گہری کھائیوں سے نکال کر امیدوں کی روشنی عطا فرماتا ہے۔ پھر ہماری یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت میں شامل ہیں جس نے آپؐ کی غلامی کے طفیل اُن راستوں کو دوبارہ صاف کر کے، ان راہوں پر ہمیں ڈالا جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح فہم وادراک حاصل کرنے والے بنیں اور اس طرف ہمیں توجہ پیدا ہو۔ اس نے ہمیں بتایا کہ اسلام کا خدا وہ خدا ہے جو سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ دعا مانگو تو جواب بھی دیتا ہے۔ آپؑ نے دنیا کو یہ چیلنج دیا کہ آؤ! اس زندہ خدا کی پہچان مجھ سے حاصل کرو کیونکہ اس زمانہ میں اس کی پہچان کروانے والا اور اس کو دکھانے والا مَیں ہوں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

”ہمارا زندہ حیّ وقیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دعا کرتے ہیں تو قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے، دعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے“۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد19 صفحہ448)

جو آیت مَیں نے اوپر تلاوت کی ہی اُس کا ترجمہ یہ ہے کہ پھر وہ کون ہے جو بے قرار کی دعا کو قبول کرتا ہے، جب وہ اسے پکارے اور تکلیف دور کر دیتا ہے اور تمہیں زمین کے وارث بناتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود ہے؟ بہت کم ہے جو تم نصیحت پکڑتے ہو۔

اپنے قرب کی پہچان اور اپنے بندوں کی پکار کو سننے کا اعلان اللہ تعالیٰ نے ایک جگہ یوں فرمایا ہے کہ وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ لیکن فرمایا کہ تم بھی اس بات پر عمل کرو کہ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ (البقرۃ:187)۔ یعنی چاہئے کہ وہ بھی میری عبادت کریں۔ اللہ کے بندے بھی میری عبادت کریں، میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔ پس دعاؤں کی قبولیت کے لئے ایسا ایمان ضروری شرط ہے جو تمام دنیاوی ذریعوں کو پیچھے پھینک دے اور اللہ تعالیٰ پر مضبوط ایمان ہو، اس کے احکامات پر مکمل عمل ہو۔ گویا دونوں اطراف کو اپنے اپنے کام نبھانے ہیں۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا

دَعَانِ خدا کا کام ہے جبکہ فَلْيَسْتَجِيبُوا لِي وَلْيُؤْمِنُوا بِي ایک مؤمن کا کام ہے۔ اگر وہ اپنے خدا کے احکامات پر عمل پیرا رہے گا تو اُس کی پکار جلد بارگاہ ایزدی میں سنی جائے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

"پس چاہئے کہ اپنے تئیں ایسا بناویں کہ مَیں ان سے ہم کلام ہو سکوں اور مجھ پر کامل ایمان لاویں تا ان کو میری راہ ملے۔"

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 159)

ضروری نہیں ہوتا کہ ہر دعا اُسی رنگ میں پوری ہو جائے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ بندے کے لئے کیا بہتر ہے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے ماں بچے کے مطالبے پر نہ اُسے دہکتا کوئلہ پکڑنے دیتی ہے اور نہ وہ پسند کرتی ہے کہ وہ سانپ کو پکڑ لے۔ ماں بچے کو وہی دینا پسند کرتی ہے جو اُس بچے کے لئے بہتر محسوس کرتی ہے۔ بہر حال جب انسان دعا کرتا ہے اور خالص ہو کر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ سنتا ہے۔ اور یہی دعا ہی ہے جس سے پھر خدا تعالیٰ کی پہچان ہوتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

"سچ تو یہ ہے کہ ہمارا خدا تو دعاؤں ہی سے پہچانا جاتا ہے۔ دنیا میں جس قدر قومیں ہیں، کسی قوم نے ایسا خدا نہیں مانا جو جواب دیتا ہو اور دعاؤں کو سنتا ہو۔ کیا ایک ہندو ایک پتھر کے سامنے بیٹھ کر یا درخت کے آگے کھڑا ہو کر یا بیل کے رُوبرو ہاتھ جوڑ کر کہہ سکتا ہے کہ میرا خدا ایسا ہے کہ مَیں اس سے دعا کروں تو یہ مجھے جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ کیا ایک عیسائی کہہ سکتا ہے کہ مَیں نے یسوع کو خدا مانا ہے وہ میری دعا کو سنتا اور اس کا جواب دیتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ بولنے والا خدا صرف ایک ہی ہے جو اسلام کا خدا ہے، جس نے کہا اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن: 61) تم مجھے پکارو، مَیں تم کو جواب دوں گا اور یہ بالکل سچی بات ہے۔ کوئی ہو جو ایک عرصہ تک سچی نیّت اور صفائی قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر ایمان لاتا ہو۔ وہ مجاہدہ کرے اور دعاؤں میں لگا رہے آخر اس کی دعاؤں کا جواب اسے ضرور دیا جاوے گا۔

نماز میں التّحیات میں بیٹھے ہوئے، درود شریف کے بعد، اس میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی ہے کہ

رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِي رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ (ابراھیم: 41)

کہ اے میرے ربّ! مجھے نماز قائم کرنے والا بنا اور میری نسلوں کو بھی۔

مختلف دعائیں مانگنے کے طریقے یہ ہیں کہ جو میری مختلف صفات ہیں ان کے حوالے سے اپنی مختلف قسم کی جو ضروریات ہیں ان کے لئے دعا مانگو۔ یہ بات بندے اور خدا کے تعلق کو مزید قرب دلانے والی ہو گی، قریب کرنے والی ہو گی، ایمان میں بڑھانے والی ہو گی اور قبولیت دعا کا ذریعہ بنے گی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَلِلّٰهِ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا (الاعراف: 181) اور اللہ ہی کے سب خوبصورت نام ہیں پس ان ناموں سے اسے پکارا کرو۔ **مجیب** بھی اُس عظیم و خبیر خدا کا پیارا نام ہے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ 99 صفاتِ باری تعالیٰ میں 43ویں نمبر پر بیان ہوئی ہے۔ **مجیب** کے الفاظ دو معانی ہیں۔ اوّل وہ دعاؤں کو سنتا ہے اَور دوم پھر اِس کا جواب دیتا ہے یعنی سائل کی بات سُن کر قبول کرتا ہے اور پورا کرتے ہوئے جواب دیتا ہے۔

سامعین! اس مجیب خدا نے مختلف جگہوں پر دعا کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس کے سلیقے اور طریقے بھی سکھائے ہیں جن پر ہم میں سے ہر ایک کو عمل کرنا چاہئے کیونکہ اسی میں ہماری بقا ہے۔ اللہ تعالیٰ کس طرح ہمیں نوازنا چاہتا ہے۔ یہ بڑی بد قسمتی کی بات ہو گی کہ وہ تو ہمیں نوازنا چاہتا ہے لیکن ہم اس مجیب خدا کو نہ پکاریں بلکہ دوسروں کی طرف ہماری توجہ ہو اور پھر نہ پکار کر اس کے انعاموں سے محروم رہیں۔ خدا تعالیٰ تو اپنی مخلوق سے پیار کی وجہ سے ہمیں یہ راستے دکھاتا ہے۔ ورنہ اس کو ہماری پکار اور ہماری دعاؤں کی ضرورت تو نہیں ہے۔ بندہ ہے جس کو خدا سے تعلق کی، اس کی مدد کی ضرورت ہے، اس کو پکارنے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَآؤُكُمْ (الفرقان: 78) تُو کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ پس اللہ کو بھی ان لوگوں کی پرواہ ہے جو دعا کرنے والے ہیں۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو ہر چیز کے حصول کے لئے اسی خدا کو پکارنے کی ضرورت ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ اگر تمہیں جوتی کا ایک تسمہ بھی چاہئے تو اس خدا سے مانگو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی انہیں الفاظ میں الہام ہوا تھا اور نظارہ دکھایا گیا تھا کہ بھیڑوں کی ایک لائن ہے جو زمین پر لیٹی ہوئی ہیں اور ایک شخص ان پر چھری پھیرتا چلا جاتا ہے اور ساتھ یہ کہتا ہے کہ تم تو بے حیثیت بھیڑیں ہی ہو، تمہاری حیثیت تو کوئی نہیں۔ پس یہ الہام بھی ہمیں اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ مانگتے رہنے والے ہوں اور اس امام سے جڑے رہتے ہوئے، اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اس مجیب خدا کو پکارنے والے بنیں اور اس پر کامل ایمان لا کر اس کے حکموں پر عمل کریں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"یاد رکھو کہ یہ اسلام کا فخر اور ناز ہے کہ اس میں دعا کی تعلیم ہے۔ اس میں کبھی سستی نہ کرو اور نہ اس سے تھکو۔ پھر دعا خدا تعالیٰ کی ہستی کا زبردست ثبوت ہے۔ چنانچہ خدا تعالیٰ ایک جگہ فرماتا ہے وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ۔ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ (البقرۃ:187) یعنی جب میرے بندے تجھ سے سوال کریں کہ خدا کہاں ہے اور اس کا کیا ثبوت ہے؟ تو کہہ دو کہ وہ بہت ہی قریب ہے اور اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب کوئی دعا کرنے والا مجھے پکارتا ہے تو مَیں اُسے جواب دیتا ہوں۔ یہ جو اب کبھی رؤیا صالحہ کے ذریعہ ملتا ہے اور کبھی کشف اور الہام کے واسطے سے اور علاوہ بریں دعاؤں کے ذریعہ خدا تعالیٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا اظہار ہوتا ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایسا قادر ہے کہ مشکلات کو حل کر دیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 207)

پھر آپؑ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

"اگر تم لوگ چاہتے ہو کہ خیریت سے رہو اور تمہارے گھروں میں امن رہے تو مناسب ہے کہ دعائیں بہت کرو اور اپنے گھروں کو دعاؤں سے پُر کرو۔ جس گھر میں ہمیشہ دعا ہوتی ہے خدا تعالیٰ اسے برباد نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو سستی میں زندگی بسر کرتا ہے اسے آخر فرشتے بیدار کرتے ہیں۔ اگر تم ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھو گے تو یقین رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ بہت پکا ہے، وہ کبھی تم سے ایسا سلوک نہ کرے گا جیسا کہ فاسق فاجر سے کرتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232)

پھر ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

"دعا ایک زبردست طاقت ہے جس سے بڑے بڑے مشکل مقام حل ہو جاتے ہیں اور دشوار گزار منزلوں کو انسان بڑی آسانی سے طے کر لیتا ہے۔ کیونکہ دعا اس فیض اور قوّت کو جذب کرنے والی ہے جو اللہ تعالیٰ سے آتی ہے۔ جو شخص کثرت سے دعاؤں میں لگا رہتا ہے وہ آخر اس فیض کو کھینچ لیتا ہے اور خدا تعالیٰ سے تائید یافتہ ہو کر اپنے مقاصد کو پالیتا ہے۔ ہاں نری دعا خدا تعالیٰ کا منشاء نہیں ہے بلکہ اوّل تمام مساعی اور مجاہدات کو کام میں لائے اور اس کے ساتھ دعا سے کام لے، اسباب سے کام لے۔ اسباب سے کام نہ لینا اور نری دعا سے کام لینا یہ آداب الدعا سے ناواقفی ہے اور خدا تعالیٰ کو آزمانا ہے اور نرے اسباب پر گر رہنا اور دعا کو لاشی محض سمجھنا یہ دہریت ہے۔ یقیناً سمجھو کہ دعا بڑی دولت ہے۔ جو شخص دعا کو نہیں چھوڑتا اس کے دین اور دنیا پر آفت نہ آئے گی۔ وہ ایک ایسے قلعہ میں محفوظ ہے جس کے ارد گرد مسلح سپاہی ہر وقت حفاظت کرتے ہیں۔ لیکن جو دعاؤں سے لاپرواہے وہ اس شخص کی طرح ہے جو خود بے ہتھیار ہے اور اس پر کمزور بھی ہے اور پھر ایسے جنگل میں ہے جو درندوں اور موذی جانوروں سے بھرا ہوا ہے۔ وہ سمجھ سکتا ہے کہ اس کی خیر ہرگز نہیں ہے۔ ایک لحہ میں وہ موذی جانوروں کا شکار ہو جائے گا اور اس کی ہڈی بوٹی نظر نہ آئے گی۔ اس لئے یاد رکھو کہ انسان کی بڑی سعادت اور اس کی حفاظت کا اصل ذریعہ ہی یہی دعا ہے۔ یہی دعا اس کے لئے پناہ ہے اگر وہ ہر وقت اس میں لگا رہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 149-148 جدید ایڈیشن مطبوعہ ربوہ)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

"مَیں ہمیشہ تعجب کی نگہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود اور سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے۔ اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔ افسوس کہ جیسا حق شناخت کا ہے اس کے مرتبہ کو شناخت نہیں کیا گیا۔ وہ توحید جو دنیا سے گم ہو چکی تھی وہی ایک پہلوان ہے جو دوبارہ اس کو دنیا میں لایا۔ اس نے خدا سے انتہائی درجہ پر محبت کی اور انتہائی درجہ پر بنی نوع کی ہمدردی میں اس کی جان گداز ہوئی۔ اس لئے خدا نے جو اس کے دل کے راز کا واقف تھا اس کو تمام انبیاء اور تمام اوّلین و آخرین پر فضیلت بخشی اور اس کی مرادیں اس کی زندگی میں اس کو دیں۔"

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 118، 119)

سامعین! آئیں آقا و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں کے ایک دو بات سنیں۔ ایک روایت میں آتا ہے مسروق بیان کرتے ہیں کہ میں عبد اللہ کے پاس گیا تو انہوں نے کہا کہ جب قریش نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور نافرمانی کی تو آپ نے ان کے خلاف یہ دعا کی۔

اَللّٰهُمَّ اَعِنِّيْ عَلَيْهِمْ بِسَبْعٍ كَسَبْعِ يُوْسُفَ۔

(بخاری کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ الدخان باب ربنا اکشف عنا العذاب... حدیث نمبر 4822)

اے اللہ! میری مشرکین کے مقابلے پر اس طرح سات سالوں کے ذریعہ سے مدد فرما جس طرح تو نے یوسف کی سات سالوں کے ذریعہ سے مدد فرمائی تھی۔ مشرکین مکّہ کو ایک شدید قحط نے آگھیرا یہاں تک کہ ہر چیز کو اس نے ملیامیٹ کر دیا، یہاں تک کہ انہوں نے ہڈیاں اور مردار کھایا اور زمین سے دھوئیں کی مانند چیز نکلنے لگی۔ ابوسفیان آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے محمدؐ! آپ کی قوم تو ہلاک ہو گئی ہے، اللہ سے دعا کریں وہ ان سے اس عذاب کو دور کر دے۔ آپؐ نے دعا کی۔ پھر ایک روایت میں آتا ہے، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں ایک دفعہ سخت قحط پڑ گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ جمعہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک بدو کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! مال مویشی خشک سالی سے ہلاک ہو گئے، پس اللہ سے ہمارے لئے دعا کریں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ اٹھائے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ ہمیں آسمان پر ایک بھی بادل کا ٹکڑا نظر نہیں آتا تھا، لیکن خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، آپؐ نے ابھی ہاتھ نیچے نہیں کئے تھے کہ بادل پہاڑوں کی مانند امڈ آئے، ابھی آپؐ منبر سے بھی نہیں اترے تھے کہ مَیں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک پر بارش کے قطرات دیکھے، پھر لگاتار اگلے جمعہ تک بارش ہوتی رہی۔ پھر راوی کہتے ہیں کہ وہ بدو کھڑا ہوا اس نے کہا اے اللہ کے رسول! اب تو مکانات گرنے لگے ہیں اور مال بہنا شروع ہو گیا ہے، پس آپؐ ہمارے لئے دعا کریں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ بلند کئے اور دعا کی اَللّٰھُمَّ حَوَالَیْنَا وَلَا عَلَیْنَا اے اللہ! ان بادلوں کو ہمارے ارد گرد لے جا اور ہم پر نہ برسا۔ آپؐ جس بادل کی ٹکڑی کی طرف بھی اشارہ کرتے تو وہ پھٹ جاتی اور اس بارش سے مدینہ ایک حوض کی مانند ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ وادی کنات ایک مہینے تک بہتی رہی، جو شخص بھی کسی علاقے سے آتا تو اس بارش کا ذکر کرتا تھا۔

(بخاری کتاب الجمعۃ باب الاستسقاء فی الخطبۃ یوم الجمعۃ حدیث نمبر 933)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میری والدہ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! اپنے خادم انس کے لئے دعا کریں۔ آپؐ نے دعا کی۔ اے اللہ! اس کے اموال اور اولاد میں برکت ڈال دے اور جو کچھ تو اسے عطا کرے اس میں برکت ڈال۔

(بخاری کتاب الدعوات حدیث نمبر 6344)

چنانچہ روایت میں آتا ہے کہ حضرت انس کا ایک باغ تھا، اس دعا کے بعد سال میں دو دفعہ پھل دیتا تھا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت انس کے لئے کثرت مال اور اولاد کی جو دعا مانگی تھی اس کے نتیجہ میں حضرت انس کی زندگی میں 80 کے قریب آپ کے بیٹے اور پوتے اور پوتیاں اور نواسے نواسیاں تھیں اور آپ نے 103 یا بعض روایتوں میں آتا ہے کہ 110 سال تک عمر پائی۔

(اسد الغابۃ جلد اوّل زیر اسم انس بن مالک بن النضر صفحہ 178، مطبع دار الفکر بیروت 1993ء)

ایک اور روایت میں آپؐ کی دشمن کے لئے بد دعا اور اس کی قبولیت کا واقعہ یوں بیان ہوا ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کے سائے میں نماز ادا کر رہے تھے کہ ابوجہل اور قریش کے چند لوگوں نے اونٹ کی اوجڑی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر لا کر رکھ دیا۔ حضرت فاطمہ آئیں اور اسے آپؐ کے اوپر سے اٹھایا۔ اس پر آپؐ نے فریاد کی اے اللہ! تو قریش کو خود سنبھال، اے اللہ! تو قریش کو خود سنبھال، اے اللہ! تو قریش کو خود سنبھال۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ بد دعا ابوجہل بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، ولید بن عتبہ، ابی بن خلف اور عقبہ بن ابو مُعیط وغیرہ کے متعلق تھی۔ عبد اللہ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ان سب کو بدر کے میدان میں مقتولین میں دیکھا۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 2934)

ایک روایت کے مطابق طفیل بن عمرو الدوسی اور ان کے ساتھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ! دوس قبیلے نے اسلام کی دعوت کا انکار کر دیا ہے اس لئے آپؐ ان کے خلاف بد دعا کریں۔ کسی نے کہا کہ اب تو دوس قبیلہ ہلاک ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح دعا کی کہ اے اللہ! تُو دوس قبیلے کو ہدایت دے اور ان کو لے آ۔

(بخاری کتاب الجہاد والسیر حدیث نمبر 2937)

حضرت ابوہریرہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کے طفیل اپنی والدہ کے قبول اسلام کا واقعہ یوں بیان کرتے ہیں کہ مَیں اپنی مشرک والدہ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتا تھا، ایک دن مَیں نے انہیں تبلیغ کی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کہیں۔ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

پاس روتا ہوا حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! مَیں اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت دیتا تھا تو وہ انکار کرتی تھی، آج میں نے دعوت دی تو انہوں نے آپؐ کے متعلق نازیبا باتیں کیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں۔ آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ میری والدہ کو ہدایت دے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کہ اے اللہ! ابوہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے۔ کہتے ہیں کہ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوش خوش واپس ہوا۔ جب میں گھر کے دروازے کے پاس آیا تو وہ بند تھا، میری والدہ نے میرے قدموں کی آواز سنی تو کہا اے ابوہریرہ! ادھر ہی ٹھہر جاؤ۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی تو اس کے بعد انہوں نے دیکھا کہ ان کی والدہ نے غسل کیا، کپڑے پہنے، دوپٹہ اوڑھا اور دروازہ کھول دیا۔ پھر انہوں نے کہا کہ اے ابوہریرہ! میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں واپس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور خوشی سے میں رو رہا تھا، میں نے عرض کی اے اللہ کے رسول! خوش ہو جائیں، خدا تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا اور ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت دے دی۔ آپ نے اللہ کی حمد وثناء کی اور نیک کلمات ادا فرمائے۔ حضرت ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! یا رسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے اور میری ماں کو اپنے مؤمن بندوں کا محبوب بنا دے اور ان کو ہمارا محبوب بنا دے۔ ابوہریرہ کہتے ہیں اس پر آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! اپنے اس بندے ابوہریرہ اور اس کی والدہ کو اپنے مؤمن بندوں کا محبوب بنا دے اور مؤمنین کو ان کا محبوب بنا دے۔

(مسلم کتاب فضائل الصحابة حدیث نمبر 6396)

اِسی طرح حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ہر وقت موجود رہنے کے باوجود آپؐ کی فرمودہ باتیں یاد نہیں رہتی تھیں جس سے مَیں بہت فکر مند رہتا تھا۔ چنانچہ ایک روز مَیں نے اپنی اس کمزوری کا ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا اور دعا کی درخواست کی۔ حضرت ابوہریرہؓ خود ہی بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مَیں آپ سے جو باتیں سنتا ہوں بھول جاتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا۔ اپنی چادر پھیلاؤ۔ مَیں نے چادر پھیلائی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی۔ کہتے ہیں اس دعا کے بعد بہت ساری باتیں اور حدیثیں مَیں نے سنیں مگر مَیں ان میں سے ایک بھی بات نہیں بھولا۔

(ترمذی کتاب المناقب باب مناقب لابی هريرة حدیث نمبر 3835)

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کے مال میں خیر وبرکت کی دعا دی۔ کہتے ہیں اس کے بعد جس چیز کو آپ ہاتھ لگاتے تھے اس میں خیر وبرکت پیدا ہو جاتی تھی۔ چنانچہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ خود بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کے نتیجے میں خدا کا اتنا فضل ہوا کہ اگر مَیں کسی پتھر کو بھی اٹھاتا تھا تو یہ امید ہوتی تھی کہ اس کے نیچے سونا ہو گا۔ اسی کشائش اور آسودگی کی حالت میں جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ کے ترکہ کے سونے کو کلہاڑوں سے توڑ کر تقسیم کیا گیا تھا۔ آپ کی چار بیویاں تھیں اور ہر بیوی کے حصّے میں ایک ایک لاکھ دینار آئے۔ یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے اپنی بیماری کے دوران ایک بیوی کو طلاق دی تھی اور اس کو 80 ہزار دینار دینے کا ارشاد فرمایا تھا۔ آپ کی وصیت کے مطابق جو صدقات اور وظائف وہ اپنی زندگی میں دیا کرتے تھے ان کے لئے 50 ہزار درہم الگ مقرر کئے۔

(الشفاء لقاضی عیاض جلد اوّل باب الرابع فیما اظهره علی یدیه من المعجزات صفحہ 200 ایڈیشن 2002ء)

پھر جنگ احزاب کا واقعہ ہے۔ جنگ احزاب میں بڑے بڑے قبائل اکٹھے ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے اور مسلمانوں کی اس وقت انتہائی خوف کی حالت تھی۔ اس وقت آپ نے مسلمانوں کو فتح اور کفار کی شکست کے لئے دعا کی۔ چنانچہ روایت میں آتا ہے، حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احزاب کے خلاف یہ دعا کی کہ

اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْاَحْزَابَ اللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ۔

(بخاری کتاب المغازی حدیث نمبر 4115)

اے اللہ! جو کتاب کو اتارنے والا ہے اور حساب لینے میں بہت تیز ہے تو گروہوں کو شکست دے۔ اے اللہ! انہیں پسپا کر اور ہلا کر رکھ دے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعاؤں کو قبول فرمایا اور ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود بیرونی حملہ اور اندرونی منافقت کے اللہ تعالیٰ نے کس طرح مدد فرمائی۔ وہ لوگ جو مدینے کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے آئے تھے، کس طرح خائب وخاسر ہو کر واپس چلے گئے۔ منافق قبیلہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے نامراد اور برباد کر دیا۔

پس آج ہم نے اپنے آقا و مقتداء صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں دعاؤں کی طرف توجہ دینی ہے اور امت مسلمہ اور پوری انسانیت کی بقا کے لئے دعاؤں کی طرف توجہ کرنی ہے۔ اللہ ہمیں اس کی توفیق دے۔ آمین

(یہ تقریر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے دو خطبات سے تیار کی گئی ہے)

۞۞۞۞